© rasailojaraid.com

(گذشتہ سے پیوستہ)

تذکرۂ انبیاء

علیہم السلام

از

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مغفور

باب سوم ——— حضرت نوح علیہ السلام

فصل ۳، ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فصل ۳

حضرت نوحؑ کی دعوتِ اصلاح

حضرت نوحؑ کی دعوت کے تین اجزاء

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ	"ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس ہدایت
اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ	کے ساتھ) کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کر دے قبل
يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ	اس کے کہ ان پر ایک دردناک عذاب آئے۔ اس
يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝	نے کہا: اے میری قوم کے لوگو، میں تمھارے لیے ایک
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ	صاف صاف خبردار کرنے والا (پیغمبر) ہوں۔ (تم کو
وَاَطِيْعُوْنِ ۝	آگاہ کرتا ہوں) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے
(نوح۔ آیات ۲-۳)	ڈرو اور میری اطاعت کرو"

یہ تین باتیں تھیں جو حضرت نوحؑ نے اپنی رسالت کا آغاز کرتے ہوئے اپنی قوم کے سامنے پیش کیں۔ ایک اللہ کی بندگی۔ دوسرے تقویٰ۔ تیسرے رسول کی اطاعت۔ اللہ کی بندگی کا مطلب یہ تھا کہ دوسروں کی بندگی و عبادت چھوڑ کر اور صرف اللہ ہی کو اپنا معبود تسلیم کر کے اسی کی پرستش کرو اور اسی کے احکام بجا لاؤ۔ تقویٰ کا مطلب یہ تھا کہ اُن کاموں سے پرہیز کرو جو اللہ کی ناراضی اور اس کے غضب کے موجب ہیں، اور اپنی زندگی میں وہ روش اختیار کرو جو خداترس لوگوں کو اختیار کرنی چاہیے۔ رہی تیسری بات کہ "میری اطاعت کرو" تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ان احکام کی اطاعت کرو جو اللہ کا رسول ہونے کی حیثیت سے میں تمھیں دیتا ہوں۔

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ	اللہ تمھارے گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمھیں
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ	ایک وقت مقرر تک باقی رکھے گا۔ حقیقت یہ ہے
اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ	کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجاتا ہے تو پھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَعْلَمُوْنَ ۝ (نوح - آیت ۴) ٹالا نہیں جاتا۔ کاش تمھیں اس کا علم ہو۔

اصل الفاظ ہیں یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ۔ اس فقرے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تمھارے گناہوں میں سے بعض کو معاف کردے گا، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان تین باتوں کو قبول کرلو جو تمھارے سامنے پیش کی جارہی ہیں تو اب تک جو گناہ تم کرچکے ہو ان سب سے وہ درگزر فرمائے گا۔ (مِنْ تبعیض کے لیے نہیں بلکہ عَنْ کے معنی میں ہے)

اور تمھیں دنیا میں اس وقت تک جینے کی مہلت دے دی جائے گی جو اللہ تعالیٰ نے تمھاری طبعی موت کے لیے مقرر کیا ہے۔ اگر تمھیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ میرے ذریعہ سے اللہ کا پیغام پہنچ جانے کے بعد اب جو وقت گزر رہا ہے یہ دراصل ایک مہلت ہے جو تمھیں ایمان لانے کے لیے دی جارہی ہے، اور اس مہلت کی مدت ختم ہوجانے کے بعد پھر خدا کے عذاب سے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے، تو تم ایمان لانے میں جلدی کروگے اور نزولِ عذاب کا وقت[1] آنے تک اس کو ٹالتے نہ چلے جاؤ گے۔

اللہ کے خوف کی دعوت

ایک مقام پر حضرت نوحؑ کا خطاب ان الفاظ میں آیا ہے:

اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ — اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

یعنی کیا تمھیں اپنے اصل اور حقیقی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا؟ کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہوگئے ہو کہ جو تمھارا اور سارے جہان کا مالک و فرمانروا ہے اس کی سلطنت میں رہ کر اس کے بجائے دوسروں کی بندگی واطاعت کرنے اور دوسروں کی ربوبیت وخداوندی تسلیم کرنے کے نتائج کیا ہوں گے؟

دوسری جگہ یہ الفاظ ہیں:

---

[1] اس دوسرے وقت سے مراد وہ وقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے مقرر کردیا ہو۔ اسی کے متعلق متعدد مقامات پر قرآن مجید میں یہ بات بصراحت بیان کی گئی ہے کہ جب کسی قوم کے حق میں نزولِ عذاب کا فیصلہ صادر ہوجاتا ہے اس کے بعد وہ ایمان بھی لے آئے تو اسے معاف نہیں کیا جاتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ (نوح۔ آیت ۳)

اللہ کی بندگی کرو، اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اس لیے یہاں حضرت نوحؑ کے اشارہ کا مطلب محض خوف نہیں، بلکہ اللہ کا خوف ہے۔ یعنی کیا تم اللہ سے بے خوف ہوگئے؟ اس کے سوا دوسروں کی بندگی کرتے ہوئے تم کچھ نہیں سوچتے کہ اس باغیانہ روش کا انجام کیا ہوگا؟

دعوت کے آغاز میں خوف دلانے کی حکمت یہ ہے کہ جب تک کسی شخص یا گروہ کو اس کے غلط رویے کی بدانجامی کا خطرہ نہ محسوس کرایا جائے، وہ صحیح بات اور اس کے دلائل کی طرف توجہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ راہِ راست کی تلاش آدمی کے دل میں پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب اس کو یہ فکر دامن گیر ہو جاتی ہے کہ کہیں میں کسی ٹیڑھے راستے پر تو نہیں جا رہا ہوں جس میں ہلاکت کا اندیشہ ہو۔

نظامِ قدرت سے استدلال

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ (نوح۔ آیات ۱۵ تا ۲۰)

کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان تہ بر تہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا، پھر وہ تمھیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے یکایک تم کو نکال کھڑا کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمھارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا تاکہ تم اس کے اندر کھلے راستوں پر چلو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فصل ۴

امین و مخلص داعی

میں ایک بے غرض ناصح ہوں۔ اپنے کسی فائدے کے لیے نہیں بلکہ تمھارے بھلے کے لیے یہ ساری مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کر رہا ہوں۔ تم کسی ایسی ذاتی مفاد کی نشاندہی نہیں کر سکتے جو اس امرِ حق کی دعوت دینے میں اور اس کے لیے جان توڑ محنتیں کرنے اور مصیبتیں جھیلنے میں میرے پیشِ نظر ہو۔

حضرت نوحؑ کا امین اور مخلص ہونا

"رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ" کے دو مفہوم ہیں۔ ایک یہ کہ میں اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر یا کم و بیش کر کے بیان نہیں کرتا بلکہ جو کچھ خدا کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے وہی بے کم و کاست تم تک پہنچا دیتا ہوں۔ اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ میں ایک ایسا رسول ہوں جسے تم پہلے سے ایک امین اور راستباز آدمی کی حیثیت سے جانتے ہو۔ جب میں خلق کے معاملے میں خیانت کرنے والا نہیں ہوں۔ تو خدا کے معاملے میں کیسے خیانت کر سکتا ہوں۔ لہٰذا تمھیں باور کرنا چاہیے کہ جو کچھ میں خدا کی طرف سے بیان کر رہا ہوں اس میں بھی ویسا ہی امین ہوں جیسا دنیا کے معاملات میں آج تک تم نے مجھے امین پایا ہے۔ (۱۲۱)

صداقتِ نوحؑ کی دلیل

"وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ" صداقتِ نوحؑ کی دلیل ہے۔۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ دعوائے نبوت سے پہلے میری ساری زندگی تمھارے درمیان گزری ہے۔ اور آج تک تم مجھے ایک امین آدمی کی حیثیت سے جانتے رہے ہو۔ اور دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ میں ایک بے غرض آدمی ہوں۔ اور تم کسی ذاتی فائدے کی نشاندہی نہیں کر سکتے جو اس کام سے مجھے حاصل ہو رہا ہو، یا جس کے حصول کی میں کوشش کر رہا ہوں۔ اس بے غرضانہ طریقہ سے کسی ذاتی نفع کے بغیر جب میں اس دعوتِ حق کے کام میں شب و روز اپنی جان کھپا رہا ہوں، اپنے اوقات اور اپنی محنتیں صرف کر رہا ہوں اور ہر طرح کی تکلیفیں اٹھا رہا ہوں، تو تمھیں باور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا چاہیے کہ میں اس کام میں مخلص ہوں۔ ایمانداری کے ساتھ جس چیز کو حق جانتا ہوں اور جس کی پیروی میں خلقِ خدا کی فلاح دیکھتا ہوں، وہی پیش کر رہا ہوں کوئی نفسانی جذبہ اس کا محرک نہیں ہے کہ اس کی خاطر میں جھوٹ گھڑ کر لوگوں کو دھوکا دوں۔

یہ دونوں دلیلیں اُن اہم دلائل میں سے ہیں جو قرآن مجید نے بار بار انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ اور جن کو وہ نبوّت کے پرکھنے کی کسوٹی قرار دیتا ہے۔ نبوّت سے پہلے جو شخص ایک معاشرے میں برسوں زندگی بسر کر چکا ہو۔ اور لوگوں نے ہمیشہ ہر معاملہ میں اسے سچا اور راستباز آدمی پایا ہو، اس کے متعلق کوئی غیر متعصب آدمی مشکل ہی سے یہ شک کر سکتا ہے کہ وہ یکایک خدا کے نام سے اتنا بڑا جھوٹ بولنے پر اُتر آئے گا کہ اسے نبی نہ بنایا گیا ہو اور وہ کہے کہ خدا نے مجھے نبی بنایا ہے۔ پھر دوسری اس سے بھی اہم تر بات یہ ہے کہ ایسا سفید جھوٹ کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ تو نہیں گھڑا کرتا۔ لامحالہ کوئی نفسانی غرض ہی اس فریب کاری کی محرک ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنی اغراض کے لیے اس طرح کی فریب کاری کرتا ہے تو اخفا کی تمام کوششوں کے باوجود اس کے آثار نمایاں ہو کر رہتے ہیں۔ اسے اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے پڑتے ہیں جن کے گھناؤنے پہلو گرد و پیش کے معاشرے میں چھپائے نہیں چھپ سکتے اور مزید براں وہ اپنی پیری کی دکان چمکا کر کچھ نہ کچھ اپنا بھلا کرتا نظر آتا ہے، نذرانے وصول کیے جاتے ہیں، لنگر جاری ہوتے ہیں، جائدادیں بنتی ہیں۔ زیور گھڑے جاتے ہیں اور فقیری کا آستانہ دیکھتے ہی دیکھتے شاہی دربار بنتا چلا جاتا ہے۔ لیکن جہاں اس کے برعکس نبوّت کا دعویٰ کرنے والے شخص کی ذاتی زندگی ایسے فضائلِ اخلاق سے لبریز نظر آئے کہ اس میں کہیں ڈھونڈھے سے بھی کسی فریب کارانہ ہتھکنڈے کا نشان نہ مل سکے، اور اس کام سے کوئی ذاتی فائدہ اُٹھانا تو در کنار، وہ اپنا سب کچھ اسی خدمتِ بے مزد کی نذر کر دے۔ وہاں جھوٹ کا شبہ کرنا کسی معقول انسان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ کوئی شخص جو عقل بھی رکھتا ہو اور بے انصاف بھی نہ ہو، یہ تصوّر نہیں کر سکتا۔ کہ آخر ایک اچھا بھلا آدمی جو اطمینان کی زندگی بسر کر رہا تھا، کیوں بلا وجہ ایک جھوٹا دعویٰ لے کر اُٹھے، جبکہ اسے کوئی فائدہ اس جھوٹ سے نہ ہو۔ بلکہ وہ اُلٹا اپنا مال، اپنا وقت اور اپنی ساری قوّتیں اور محنتیں اس کام میں کھپا رہا ہو اور بدلے میں دنیا بھر کی دشمنی مول لے رہا ہو۔ ذاتی مفاد کی قربانی آدمی کے مخلص ہونے کی سب سے زیادہ نمایاں دلیل ہوتی ہے۔ یہ قربانی کرتے جس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو سالوں بیت جائیں، اسے بدنیتی یا خود غرض سمجھنا خود اس شخص کی اپنی بدنیتی کا ثبوت ہوتا ہے جو ایسے آدمی پر الزام لگاتا ہے۔ (۱۴۲)

میری اطاعت کرو

حضرت نوحؑ کا مطالبہ قوم سے یہ تھا کہ میرے رسولِ امین ہونے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ تم دوسرے سب مطاعوں کو چھوڑ کر صرف میری اطاعت کرو۔ اور جو احکام میں تمہیں دیتا ہوں ان کے آگے سرِ تسلیم خم کر دو۔ کیونکہ میں خداوندِ عالم کی مرضی کا نمائندہ ہوں، میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی محض میری ذات کی نافرمانی نہیں بلکہ براہِ راست خدا کی نافرمانی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کا حق صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ جن لوگوں کی طرف وہ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے وہ اس کی صداقت تسلیم کر لیں اور اسے رسولِ برحق مان لیں، بلکہ اس کو خدا کا سچا رسول مانتے ہی آپ سے آپ یہ بھی لازم آ جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور ہر دوسرے قانون کو چھوڑ کر صرف اسی کے لائے ہوئے قانون کا اتباع کیا جائے۔ رسول کو رسول نہ ماننا، یا رسول مان کر اس کی اطاعت نہ کرنا، دونوں صورتیں دراصل خدا سے بغاوت کے ہم معنی ہیں۔ اور دونوں کا نتیجہ خدا کے غضب میں گرفتار ہونا ہے۔ اسی لیے ایمان اور اطاعت کے مطالبے سے پہلے "اللہ سے ڈرو" کا تنبیہی فقرہ ارشاد فرمایا گیا۔ تاکہ ہر مخاطب اچھی طرح کان کھول کر سن لے۔ کہ رسول کی رسالت تسلیم نہ کرنے یا اس کی اطاعت قبول نہ کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا۔

میں کوئی اجر نہیں مانگتا

سورۂ شعراء میں اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ سے فَاتَّقُوا اللّٰہَ کے فقرے کی مناسبت یہ تھی کہ جو شخص اللہ کی طرف سے ایک امانت دار رسول ہے، جس کی صفت امانت سے تم لوگ خود بھی واقف ہو، اسے جھٹلاتے ہوئے خدا سے ڈرو۔ اور یہاں مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ سے اس فقرے کی مناسبت یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی ذاتی فائدے کے بغیر محض اصلاحِ خلق کے لیے پورے اخلاص کے ساتھ کام کر رہا ہے اس کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے خدا سے ڈرو۔ اس بات کو اتنا زور دے کر بیان کرنے کی وجہ یہ تھی کہ قوم کے سردار حضرت نوحؑ کی مخلصانہ دعوتِ حق میں کیڑے ڈالنے کے لیے ان پر یہ الزام لگاتے تھے، کہ یہ شخص دراصل ساری دوڑ دھوپ اپنی بڑائی کے لیے کر رہا ہے۔ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ (المومنون۔ رکوع ۲) یہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے

© rasailojaraid.com